سپریم کورٹ رپوٹس۔[2003]۔ایس ۔یو ۔پی ۔پی۔2۔ایس۔سی۔آر

راجیش ڈی دربار اور دیگران
بنام
نرسنگراؤ کرشناجی کلکرنی اور دیگران

6اگست2003

[ڈوریسوامی راجواوراریجیت پاسیات،جسٹسز]

بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 - دفعہ 72 (4) - ہندو مذہبی ادارے اور چیریٹیبل اوقاف ایکٹ، 1997 - کسی سوسائٹی کے ووٹر لسٹ میں بعض افراد کو شامل کرنے سے متعلق تنازعہ - 1996 میں ہونے والے الیکشن - کمیٹی کی مدت پہلے ہی ختم ہوگئی - آیا وقت گزرنے کی وجہ سے انتخابات کا نام ختم ہوا یا نہیں - 1997 قانونی طور پر شامل کیا گیا - چیریٹی کمشنر کے سامنے اضافی ثبوت جمع کرنے کی درخواست کو دبایا نہیں گیا - ہائی کورٹ نے ناموں کی شمولیت کو قانونی قرار دیا اور یہ کہ چیریٹی کمشنر کی جانب سے اضافی شواہد کے ساتھ کام نہ کرنا تعصب کا باعث بنا - منعقد: تعصب اس وجہ سے نہیں ہوا کیونکہ درخواست کو دبایا نہیں گیا تھا - افراد کی اہلیت کا فیصلہ کرنے کے لیے کیس اپیلٹ اتھارٹی کو بھیج دیا گیا۔

اس کے بعد کا واقعہ - مد میں راحت کی تشکیل - کی اجازت - منعقد: عدالتیں بعد کے واقعات کا نوٹس لے سکتی ہیں اور راحت کو تشکیل دے سکتی ہیں اگر اصل میں مانگی گئی راحت متروک ہو جائے اور بعد کے واقعات کے پیش نظر نئی راحت زائد موثر ہو - لیکن راحت کا دعوی کرنے والے فریق کو وہی حق ہونا چاہیے جس سے پہلا یا ترمیم شدہ حل بہہ سکتا ہے - ترمیم کی اجازت بھی دی جا سکتی ہے جہاں بنا نالش میں کمی ہو لیکن بعد کے واقعات سے تشکیل دی جائے، تاکہ قانونی چارہ جوئی کی کثرت سے بچا جا سکے بشرطیکہ دوسرے فریق کو کوئی جانبداری نہ ہو - لیکن اگر قانون اس طرح کی تبدیلی کو روکتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔

زیادہ سے زیادہ:

عدالت کا عمل کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا؛ قانون ناممکن کام کرنے پر مجبور نہیں کرتا - کا مطلب۔

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور بمبئی پبلک اعتماد ایکٹ 1950 کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی میں مینجنگ کمیٹی کے انتخاب کے لیے انتخابی فہرست تیار کی گئی تھی۔ اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ فہرست میں شامل 38 افراد کے نام انتخابات میں فہرست لینے کے اہل نہیں تھے۔ انتخابات اکتوبر 1996 میں ہوئے تھے۔ کمیٹی کی میعاد ختم ہوگئی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے کے بعد، اسے بمبئی پبلک اعتماد ایکٹ، 1950 کی دفعہ 72(4) کے تحت اپیل کے ذریعے چیلنج کیا گیا۔ عدالت عالیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ 38 افراد کو قانونی طور پر ارا کین کے طور پر شامل کیا گیا تھا؛ اور چونکہ جواب دہندگان 1 سے 12 کی طرف سے چیریٹی کمشنر کے سامنے اضافی ثبوت پیش کرنے کے لیے دائر درخواستوں پر کارروائی نہیں کی گئی، اس لیے جواب دہندگان کے معاملے میں جانبداری پیدا ہوا۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ اس حقیقت کو نظر انداز کر چکی تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ اکتوبر 1996 میں انتخابات کے جواز کے حوالے سے تنازعہ غیر قانونی ہوگیا؛ کہ 38 افراد کو قانونی طور پر ارا کین کے طور پر شامل نہیں کیا گیا تھا؛ اور یہ کہ جواب دہندگان کی طرف سے چیریٹی کمشنر کے سامنے اضافی ثبوت پیش کرنے کے لیے دائر درخواستوں پر درخواست دہندگان کی طرف سے دباؤ نہیں ڈالا گیا اور اس لیے درخواست پر غور نہ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوا۔ بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 کو بعد میں ہندو مذہبی ادارے اور خیراتی اوقاف ایکٹ، 1997 کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا۔

اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے، عدالت۔

منعقد: 1.1 عدالتیں بعد کے واقعات کا نوٹس لے سکتی ہیں اور اسی کے مطابق راحت کو تشکیل دے سکتی ہیں۔ لیکن ان اچھی طرح سے قائم اصولوں پر ایک شرط ہے۔ تاہم، یہ منصفانہ اصول کسی قانون کے ذریعے پہلے سے موجود حقوق کا فیصلہ کرنے والی عدالت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ انصاف پر مبنی اصول، جب کسی مقدمے کی مجبور کرنے والی مساوات انہیں مجبور کرتی ہیں، تو راحتوں کو تشکیل دے سکتی ہیں - حقوق سے انکار نہیں کر سکتی - تاکہ انہیں تازہ ترین حالات میں منصفانہ طور پر متعلقہ بنایا جا سکے۔ جہاں راحت صوابدیدی ہے، عدالتیں نا

انصاف سے بچنے کے لیے اس دائرہ اختیار کا استعمال کر سکتی ہیں۔اسی طرح، جہاں علاج کا حق، خود قانون کے تحت، اس وقت کچھ بنیادی حقائق کی موجودگی یا عدم موجودگی پر منحصر ہے جب بالآخر راحت دی جاتی ہے، عدالت، یہاں تک کہ اپیل میں بھی، اس طرح کے نگران حقائق کا نوٹس لے سکتی ہے۔ بنیادی اثر کے ساتھ۔[A-279، B؛B-278،C،D]

پی وینکٹیشورلو بنام دی موٹر اینڈ جنرل ٹریڈرز، اے آئی آر (1975) ایس سی 1409، حوالہ دیا گیا۔

1.2۔ جہاں راحت کی نوعیت، جیسا کہ اصل میں طلب کی گئی ہے، متروک یا ناقابل استعمال ہو گئی ہے یا راحت کی نئی شکل مقدمے کے بعد یا یہاں تک کہ اپیل کے مرحلے کے دوران ہونے والی پیشرفتوں کی وجہ سے زائد موثر ہوگی، لیکن یہ مناسب ہے کہ راحت کو تازہ ترین حقائق کی روشنی میں ڈھالا، متنوع یا نئی شکل دی گئی ہے۔ راحت یا ریلیف کی تبدیلی کا دعوی کرنے والے فریق کو وہی حق حاصل ہونا چاہیے جس سے یا تو پہلا یا ترمیم شدہ حل نکل سکتا ہے۔ کیس کے دوران آنے والے واقعات ایک تنگ زمرے کے علاوہ اسی قانونی چارہ جوئی میں قابل نفاذ بنیادی حقوق کے آئینی نہیں ہو سکتے لیکن راحت کو ڈھالنے کے لیے منصفانہ دائرہ اختیار پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، جہاں حقوق پہلے ہی کسی فریق کے پاس ہیں، انہیں بعد کے واقعات کے ذریعے کالعدم یا مسترد نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ جہاں قانون میں تبدیلی ہو اور اسے کسی بھی مرحلے پر لاگو کیا جائے۔[G-277،H؛ A-278،B]

لکمیشور پرساد بنام کیشو رلال، (1940) ایف سی آر 84 اور پیٹرسن بنام اسٹیٹ آف الباما، (1934) 294 یو ایس 600، حوالہ دیا گیا۔

1.3۔ جہاں بنا نالش میں کمی ہے لیکن بعد کے واقعات میں کمی پیدا ہوئی ہے، عدالت قانونی چارہ جوئی کی کثرت سے بچنے کے لیے ترمیم کی اجازت دے سکتی ہے اور کارروائی جاری رکھ سکتی ہے، بشرطیکہ دوسرے فریق کے لیے کوئی جانبداری پیدا نہ ہو۔ یہ سب صرف غیر معمولی حالات میں کیا جاتا ہے اور صرف اس صورت میں نہیں کیا جا سکتا جب قانون، جس پر قانونی کارروائی مبنی ہے، اس کی اسکیم یا دوسری صورت میں، کارروائی یا راحت بنا نالش سے اس طرح کی تبدیلی کو روکتا ہے۔ عدالت کی بنیادی تشویش قانون سازی کے انصاف کو نافذ کرنا ہے۔ قانون کی بنیاد پر حاصل کردہ حقوق کو اس منصفانہ نظریے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔[D-279،E]

V.P.R.V چوکلنگم چیٹی بنام سیتائی اچے اور دیگران (1927) پی سی 252؛ رام جی لال بنام ریاست پنجاب، آئی ایل آر (1966) 2 پنجاب :125 اور رامیشور اور دیگران بنام جوٹ رام اور دیگران اے آئی آر (1976) ایس سی 49 کا حوالہ دیا گیا۔

2۔عدالت کے کسی عمل کی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی۔ ایکویٹی کا ایک اچھی طرح سے تسلیم شدہ پیمانہ ہے، یعنی ایکٹس کیوری نیمینم گریوابٹ جس کا مطلب ہے کہ عدالت کا کوئی عمل کسی شخص کو جانبداری نہیں دے گا۔ یہ قول انصاف اور نیک نیتی پر مبنی ہے جو قانون کے انتظام کے لیے ایک محفوظ اور مخصوص رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دوسری کہاوت ہے، لیکس نان کوگٹ ایڈ، ناممکن، یعنی قانون کسی شخص کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرتا جو وہ ممکنہ طور پر انجام نہیں دے سکتا۔[279-سی،ڈی]

راج کمار ڈے اور دیگران بنام تارا پدا ڈے اور دیگران [1987] 4 ایس سی سی 398؛ گرشرن سنگھ بنام نئی دہلی میونسپل کمیٹیاں، [1996] 2 ایس سی سی 459 اور محمد غازی بنام اسٹیٹ آف ایم پی اور دیگران [2000] 4 ایس سی سی 342، پر انحصار کیا۔

3۔ چیریٹی کمشنر کے سامنے جواب دہندہ نمبر 1 سے 12 کے ذریعے پیش کی گئی درخواست پر دباؤ نہیں ڈالا گیا۔ یہ مؤقف ہونے کے ناطے، چیریٹی کمشنر کے اس درخواست پر کوئی حکم جاری کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔صرف اس معاملے میں ہی عدالت عالیہ کا فیصلہ ناقابل معافی ہے۔[G،F-279]

4۔ چونکہ بنیادی مسئلہ رکنیت کی قانونی حیثیت اور سال 1996 میں ہونے والے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے 38 افراد کی اہلیت کے سوال کے گرد گھومتا ہے، اس لیے کمیٹی کے لیے انتخابات ہندو مذہبی ادارے اور خیراتی اوقاف ایکٹ 1997 کے تحت فراہم کردہ اپیلٹ اتھارٹی کی ہدایات اور نگرانی میں ہونے دیں۔ انتخابات کے انعقاد کے لیے ہدایات جاری کرنے سے پہلے، مذکورہ اتھارٹی یہ فیصلہ کرتے ہوئے 38 افراد کی اہلیت کے بارے میں فیصلہ کرے گی کہ آیا متعلقہ 38 افراد کے نام کمیٹی کے اراکین کے انتخاب کے لیے جواب دہندگان 1 سے 12 کے ذریعے تیار کردہ انتخابی فہرستوں میں صحیح طریقے سے شامل کیے گئے تھے جو اکتوبر 1996 میں منعقد ہوئی تھی۔ فریقین کو ایسے تمام مواد پیش کرنے کی اجازت ہوگی جن پر وہ اپنے متعلقہ دعووں اور موقف کو درست ثابت

کرنے کے لیے انحصار کرتے ہیں۔[280-بی-ڈی]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :2003 کی دیوانی اپیل نمبر 5568-5570۔

2002 کے ایم۔ایف۔اے نمبر 7254، 7255 اور 7340 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے مورخہ آئی۔ڈی۔1 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

2003 کا سی پی (ج) نمبر 245-247 اور 282-284۔

اپیل گزاروں/ درخواست گزاروں کے لیے پی چدمبرم اور آر ایف نریمن، ایس این بھٹ، این پی ایس پنور، ڈی پی چترویدی اور رشی راج برواہ۔

جواب دہندگان کے لیے پی پی سنگھ کے لیے ایل ناگیشور راؤ اور گریش اننت مورتی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

ارجیت پسیات، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

یہ اپیلیں بنگلور میں کرناٹک عدالت عالیہ کے مشترکہ فیصلے کے خلاف ہیں۔فیصلے کے ذریعے نمٹائی گئی تین اپیلیں بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ 1950 (مختصر طور پر ایکٹ) کی دفعہ 72(4) کے تحت پیش کی گئیں جن میں دوسرے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، بیجاپور کی عدالت کی فائل پر دیوانی متفرق نمبر 60-62 / 2000 میں منظور کردہ مشترکہ فیصلے اور حکم کو چیلنج کیا گیا تھا۔یہ تنازعہ ان انتخابات سے متعلق ہے جن کے بارے میں دعوی کیا گیا ہے کہ وہ ودیا وردھک سنگھ، بیجاپور کی مینیجنگ کمیٹی کے لیے دو حریف گروہوں کے ذریعے منعقد کیے گئے تھے، جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ، 1860 (مختصر طور پر 'سوسائٹیز ایکٹ') کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی ہے۔یہ ایکٹ کی شقیں تحت

ایک رجسٹرڈ ادارہ بھی ہے۔ یہ تنازعہ اس لیے پیدا ہوا کیونکہ انتخابات کے لیے ووٹر لسٹ میں 38 افراد کے نام شامل تھے۔ جہاں اپیل گزاروں کا دعوی ہے کہ وہ 38 افراد جن کے نام انتخابی فہرست میں شامل ہیں، انتخابات کے عمل میں فہرست لینے کے اہل نہیں تھے، وہیں دوسرے گروپ یعنی جواب دہندگان 1 سے 12 نے اس دعوے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی طور پر انتخابات کے بعد، منتخب کمیٹی نے اکتوبر 1996 میں کام کرنا شروع کیا، کیونکہ انتخابات کی تاریخ 6.10.1996 تھی۔ اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بعد کی کمیٹیوں کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ میعادِ عہدہ 3 سال ہے۔ لیکن 38 افراد کی اہلیت کے بارے میں بنیادی تنازعہ اب بھی سوسائٹی کو پریشان کر رہا ہے۔ ہمیں حقائق اور قانونی دونوں طرح کے مختلف تنازعات میں تفصیل سے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپیل گزاروں کے ماہر وکیل نے دو نکات پر زور دیا ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ وقت گزرنے کے ساتھ اکتوبر 1996 میں انتخابات کے جواز کے حوالے سے تنازعہ غیر مستحکم ہو گیا۔ دوسرا، عدالت عالیہ غلطی سے اس نتیجے پر پہنچی کہ 38 افراد کو قانونی طور پر اراکین کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ اس طرح کے نتیجے پر غلط احاطے پر آگے بڑھ کر پہنچا گیا۔ عدالت عالیہ نے یہ قرار دیتے ہوئے ایک غلطی کا ارتکاب کیا کہ جواب دہندگان 1 سے 12 کی طرف سے اضافی ثبوت پیش کرنے کے لیے دائر درخواست کو چیریٹی کمشنر کے ذریعے نمٹا نہیں گیا جس سے جواب دہندگان کے معاملے میں تعصب پیدا ہوا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ درخواست گزاروں کی طرف سے درخواست پر دباؤ نہیں ڈالا گیا تھا اور ایسا نہیں ہے کہ چیریٹی کمشنر نے درخواست کو مناسب تناظر میں نہیں نمٹا تھا۔

اس کے برعکس، جواب دہندگان 1 سے 12 کے وکیل نے پیش کیا کہ تنازعہ وقت گزرنے کے ساتھ بے نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ اہلیت سے متعلق یہ بنیادی مسائل باقی ہیں۔ مزید برآں، عدالت عالیہ کی طرف سے اس نتیجے پر پہنچنے والے مواد پر انحصار کیا گیا کہ 38 افراد کو قانونی طور پر اراکین کے طور پر شامل کیا گیا تھا، عدالت عالیہ کی طرف سے زیرِ غور مواد کی وجہ سے غلطی نہیں کی جا سکتی۔

اس کے بعد کے واقعات کے اثرات کو اب واضح کیا جا سکتا ہے۔ پہلا، اس کا اثر عمل کے حق پر، دوسرا، ریلیف کی نوعیت پر اور تیسرا، بنیادی حقوق پیدا کرنے یا تباہ کرنے کی اہمیت پر۔ جہاں راحت کی نوعیت، جیسا کہ اصل میں طلب کی گئی ہے، متروک یا ناقابل استعمال ہو گئی ہے یا راحت کی نئی شکل مقدمے کے بعد یا یہاں تک کہ اپیل کے مرحلے کے دوران ہونے والی پیشرفتوں کی وجہ سے زائد موثر ہو گی، لیکن یہ مناسب ہے کہ راحت کو تازہ ترین حقائق کی روشنی میں ڈھالا، متنوع یا نئی شکل دی گئی ہے۔ پیٹرسن بنام ریاست الاباما، (1934) 294 یو ایس

600، 607،اس پوزیشن کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ راحت یا راحت کی تبدیلی کا دعوی کرنے والی فریق کا وہی حق ہونا چاہیے جس سے یا تو پہلا یا ترمیم شدہ علاج نکل سکتا ہے۔کیس کے دوران آنے والے واقعات اس قانونی چارہ جوئی میں قابل نفاذ بنیادی حقوق کے آئینی نہیں ہوسکتے سوائے ایک تنگ زمرے کے (بعد میں بھیجے کیے گئے) لیکن ریلیف کو ڈھالنے کے لیے منصفانہ دائرہ اختیار پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔اس کے برعکس، جہاں حقوق پہلے ہی کسی فریق کے پاس ہیں،انہیں بعد کے واقعات کے ذریعے کالعدم یا مسترد نہیں کیا جاسکتا سوائے اس کے کہ جہاں قانون میں تبدیلی ہواور اسے کسی بھی مرحلے پر لاگو کیا جائے۔لچھمیشور پرساد بنام کیشو رلال،(1940 ایف سی آر 84اے آئی آر 1941 ایف سی 5)اس زمرے میں آتا ہے۔انصاف کی عدالتیں، جب کسی مقدمے کی مجبور کرنے والی مساوات انہیں مجبور کرتی ہیں،تو راحتوں کو تشکیل دے سکتی ہیں-حقوق سے انکار نہیں کرسکتی- تاکہ انہیں تازہ ترین حالات میں منصفانہ طور پر متعلقہ بنایا جا سکے۔ جہاں راحت صوابدیدی ہے،عدالتیں ناانصاف سے بچنے کے لیے اس دائرہ اختیار کا استعمال کرسکتی ہیں۔اسی طرح، جہاں حل کا حق،خود قانون کے تحت،اس وقت کچھ بنیادی حقائق کی موجودگی یا عدم موجودگی پر منحصر ہے جب بالآخر راحت دی جاتی ہے،عدالت، یہاں تک کہ اپیل میں بھی، اس طرح کے نگران حقائق کا نوٹس لے سکتی ہے۔ بنیادی اثر کے ساتھ۔پی وینکٹیشورلو بنام دی موٹر اینڈ جنرل ٹریڈرز،اے آئی آر (1975) ایس سی 1409 میں اس عدالت کا فیصلہ اس کی قانونی ترتیب میں پڑھا گیا،اس زمرے میں آتا ہے۔ جہاں بنا نالش میں کمی ہے لیکن بعد کے واقعات میں کمی پیدا ہوئی ہے،عدالت قانونی چارہ جوئی کی کثرت سے بچنے کے لیے ترمیم کی اجازت دے سکتی ہے اور کارروائی جاری رکھ سکتی ہے، بشرطیکہ دوسرے فریق کے لیے کوئی جانبداری پیدا نہ ہو۔ یہ سب صرف غیر معمولی حالات میں کیا جاتا ہے اور صرف اس صورت میں نہیں کیا جاسکتا جب قانون،جس پر قانونی کارروائی مبنی ہے،اس کی اسکیم یا دوسری صورت میں،کارروائی یا راحت بنا نالش سے اس طرح کی تبدیلی کو روکتا ہے۔عدالت کی بنیادی تشویش قانون سازی کے انصاف کو نافذ کرنا ہے۔قانون کی بنیاد پر حاصل کردہ حقوق کو اس منصفانہ نظریے سے الگ نہیں کیا جاسکتا (دیکھیں V.P.R.V چوکلنگم چیٹی بنام سیتائی اچے اور دیگران AIR(1927)PC252)۔

رام جی لال بنام ریاست پنجاب، آئی ایل آر (1966)، 2 پنجاب 125[اے آئی آر (1966) پنجاب؛374(ایف بی) میں بیان کردہ قانون درست ہے:

"عدالتیں اکثر مقدمات دائر کرنے کے بعد ہونے والے واقعات کا نوٹس لیتی ہیں اور بعض اوقات یہاں تک کہ وہ بھی جو اپیل کے مرحلے کے دوران پیش آئے ہیں اور اس طرح کے واقعات کی بنیاد پر راحت کی استدعا

کوشامل کرنے کے لیے استدعاوں میں ترمیم کرنے کی اجازت دیتی ہیں لیکن یہ عام طور پر کارروائی کی کثرت سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے یا جب دعوی کی گئی اصل راحت، حالات میں تبدیلی کی وجہ سے، نامناسب ہو جاتی ہے اور اس وقت نہیں جب مدعی کا مقدمہ مجوزہ ترمیم سے مکمل طور پر بے گھر ہو جائے گا (دیکھیں اسٹیورڈ بنام نارتھ میٹروپولیٹن ٹرام ویز کمپنی، (1885) 16 کیو بی ڈی 178 اور اس کے ذریعے ایک نیا مقدمہ اس طرح روک دیا جائے گا۔حد سے۔"

ان پہلوؤں کو اس عدالت نے رامیشور اور دیگران بنام جوت رام اور دیگران اے آئی آر (1976) ایس سی 49 میں اجاگر کیا تھا۔عدالتیں بعد کے واقعات کا نوٹس لے سکتی ہیں اور اسی کے مطابق راحت کو تشکیل دے سکتی ہیں۔لیکن ان اچھی طرح سے قائم اصولوں پر ایک سوار ہے۔یہ صرف غیر معمولی حالات میں کیا جا سکتا ہے، جن میں سے کچھ پر اوپر روشنی ڈالی گئی ہے۔تاہم، یہ منصفانہ اصول عدالت کے ان حقوق کا فیصلہ کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا جو پہلے سے ہی کسی قانون کے ذریعے دیے گئے ہیں۔اس اچھی طرح سے طے شدہ پوزیشن کو ہمیں روکنے کی ضرورت نہیں ہے، جب اپیل گزاروں کی طرف سے زور دیا گیا دوسرا نقطہ مرکوز ہے۔اس تجویز کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہو سکتا جیسا کہ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا ہے کہ عدالت کے کسی عمل کی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی۔مساوات کا ایک اچھی طرح سے تسلیم شدہ پیمانہ ہے، یعنی ایکٹس کیوری نیمینم گریوابٹ جس کا مطلب ہے کہ عدالت کا کوئی عمل کسی شخص کو جانبداری نہیں دے گا۔یہ قول انصاف اور نیک نیتی پر مبنی ہے جو قانون کے انتظام کے لیے ایک محفوظ اور مخصوص رہنمائی فراہم کرتا ہے۔دوسری کہاوت ہے، قانون ناممکن کام کا مطالبہ نہیں کرتا، یعنی قانون کسی شخص کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرتا جو وہ ممکنہ طور پر انجام نہیں دے سکتا۔اس عدالت نے راج کمار ڈے اور دیگران بنام تارا پدا ڈے اور دیگران [1987] 4 ایس سی سی 398، گرشرن سنگھ بنام نئی دہلی میونسپل کمیٹیاں، [1996] 2 ایس سی سی 459 اور محمد غازی بنام ریاست ایم پی اور دیگران، [2000] 4 ایس سی سی 342 میں مذکورہ مُسلمہ اصول کے اطلاق کی منظوری دی ہے۔

ان حقائق پر جہاں ہائی کورٹ غلطی میں پھنس گئی ہے وہ یہ مشاہدہ کرنا ہے کہ چیریٹی کمشنر نے ان دستاویزات کو نظر انداز کر کے غلطی کی ہے جنہیں جواب دہندگان 1 سے 12 پیش کرنا چاہتے تھے اور جس مقصد کے لیے درخواست دائر کی گئی تھی۔عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ اگرچہ چیریٹی کمشنر کے سامنے اضافی ثبوت دائر کرنے کے لیے ضروری درخواست دائر کی گئی تھی، بدقسمتی سے چیریٹی کمشنر نے اس درخواست پر کوئی حکم منظور نہیں کیا اور چیریٹی کمشنر کی اس غلطی کے نتیجے میں فریقین کے ساتھ نا انصاف ہوگا۔بلا شبہ، مذکورہ درخواست کو چیریٹی کمشنر کے

سامنے نہیں ڈالا گیا۔اس پوزیشن کے ہونے کی وجہ سے، چیریٹی کمشنر کا اس درخواست پر کوئی حکم منظور کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوا۔عدالت عالیہ نے ان دستاویزات پر بھروسہ کیا ہے جنہیں جواب دہندگان 1 سے 12 چیریٹی کمشنر کے سامنے اضافی ثبوت کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے۔ایسا نہیں تھا کہ چیریٹی کمشنر نے دائر درخواست پر کوئی حکم جاری نہ کر کے ان دستاویزات کو نظر انداز کر دیا تھا۔اس کے برعکس جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، درخواست کو خود نہیں دبایا گیا تھا۔صرف اس معاملے میں ہی عدالت عالیہ کا فیصلہ نا قابل معافی ہے۔

مذکورہ بالا نتائج کے پیش نظر کئی کورسز کھلے ہیں۔لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ مناسب ہوگا، وقت گزرنے اور اس سوال کے گرد گھومنے والے تنازعہ کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آیا 38 افراد کو صحیح طور پر انتخابی فہرست میں شامل کیا گیا تھا، اگر اس معاملے کی سماعت مقرر کردہ اپیلٹ اتھارٹی کے ذریعے کی جائے۔فریقین کے معروف وکیل کے ذریعے یہ پیش کیا گیا ہے کہ ہندو مذہبی ادارے اور خیراتی اوقاف ایکٹ 1997، کرناٹک ایکٹ نمبر 33 آف 2001 (جسے اس کے بعد اوقاف ایکٹ کہا جاتا ہے) کے ذریعے بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ 1950 کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

چونکہ بنیادی مسئلہ ان کی رکنیت کی قانونی حیثیت اور سال 1996 میں ہونے والے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے 38 افراد کی اہلیت کے سوال پر گھومتا ہے، اس لیے کمیٹی کے لیے انتخابات اینڈومنٹ ایکٹ کے تحت فراہم کردہ اپیلٹ اتھارٹی کی ہدایات اور نگرانی میں ہونے دیں۔انتخابات کے انعقاد کے لیے ہدایات جاری کرنے سے پہلے، مذکورہ اتھارٹی 38 افراد کی اہلیت کے بارے میں یہ فیصلہ کرے گی کہ آیا متعلقہ 38 افراد کے نام کمیٹی کے اراکین کے انتخاب کے لیے جواب دہندگان 1 سے 12 کے ذریعے تیار کردہ انتخابی فہرستوں میں صحیح طریقے سے شامل کیے گئے تھے جو کہ 6.10.1996 پر منعقد ہوئی تھی۔فریقین کو ایسے تمام مواد پیش کرنے کی اجازت ہوگی جن پر وہ اپنے متعلقہ دعووں اور موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے انحصار کرتے ہیں۔ہم واضح کرتے ہیں کہ ہم نے مذکورہ سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے۔اپیلوں کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے اور فریقین کو اپنے متعلقہ اخراجات برداشت کرنے پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

توہین عدالت کی درخواست (c) نمبر 245-247/2003 اور 282-284/2003

ایس ایل پی (c) نمبر 6441-6443/2003 میں آج دیے گئے ہمارے فیصلے کے پیش نظر ان

درخواستوں میں کوئی حکم جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کے۔کے۔دتّی

اپیلوں کو نمٹا دیا گیا۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document